تحقیقی مقالہ

ئے نظامِ تعلیم کی درسی کتب ایک مختصر جائزہ

تیمیہ زاہدی*

Abstract

This paper critically examines the structural, economic, and administrative challenges within Pakistan's education system. It traces the evolution from Quaid-e-Azam's original vision for a unified education policy to the fragmented system that exists today. The study discusses the introduction of the "New Education System" and the implementation of the Single National Curriculum (SNC), highlighting both their strengths and limitations. Findings suggest that while the concept of curriculum uniformity promotes equality, its success depends on effective planning, teacher training, and institutional coordination. The paper concludes that education must be viewed not merely as a policy objective but as the foundation of national development.

Keywords: Pakistan Education System, Single National Curriculum, Educational Reform, Curriculum Uniformity, Policy Implementation, Teacher Training.

خلاصہ

یہ مقالہ پاکستان کے تعلیمی نظام میں درپیش ساختی، معاشی اور انتظامی مسائل کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔ آغاز میں قائداعظم کے تعلیمی وژن سے لے کر آج کے بکھرے ہوئے نظامِ تعلیم تک کے تاریخی پس منظر کو بیان کیا گیا ہے۔ مضمون میں حالیہ "نئے نظامِ تعلیم" اور سنگل نیشنل کریکولم (SNC) کے نفاذ کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ یکساں نصاب کا تصور مساوات کی طرف ایک قدم ہے، تاہم اس کی کامیابی مؤثر منصوبہ بندی، اساتذہ کی تربیت، اور ادارہ جاتی ہم آہنگی پر منحصر ہے۔ مضمون کے آخر میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ تعلیم کو محض سرکاری پالیسی نہیں بلکہ قومی ترقی کی بنیاد سمجھا جانا چاہیے۔

---

* جامعہ کراچی
ای میل: taymiazh@gmail.com

پاکستان کو قائم ہوئے ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ بابائے قوم، قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ایک کمیشن بنایا کہ وہ مستقبل کے بچوں کے لیے "رائیٹ ٹائپ آف ایجوکیشن سسٹم" وضع کریں (پیرزادہ، ۱۹۶۶)۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ مذکورہ کمیشن کی دستاویزات اب بھی کسی سرکاری ریکارڈ میں محفوظ ہیں یا وقت گزرنے کے ساتھ متعدد سرکاری رپورٹوں اور فائلوں کے دباؤ تلے تلف ہو چکی ہیں۔ تاہم قائداعظم کا خواب ابھی تک شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔

ے کونسی منزل میں ہے، کونسی وادی میں ہے
عشقِ بلا خیز کا قافلہ سخت جاں (اقبال، ۱۹۳۶)

قیامِ پاکستان کے فوراً بعد، گوناگوں مسائل مثلاً لاکھوں انسانوں کی آبادکاری، وسائل کی شدید قلت، اور انگریز و ہندو کی پیدا کردہ پیچیدگیاں (جیسے کشمیر اور حیدرآباد دکن کا الحاق) کے علی‌رغم، بابائے قوم نے جس مسئلے کو اپنی اولین توجہ کا مستحق سمجھا، وہ تعلیم کا نظام تھا۔ لیکن ان کی وفات کے بعد یہ مسئلہ سیاسی انتشار کا شکار ہو کر رہ گیا، اور تاحال کسی نے بھی اسے اپنی سنجیدہ توجہ کا مستحق نہیں سمجھا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ آج کا پاکستانی نوجوان، جو گزشتہ پانچ دہائیوں میں تعلیمی اداروں سے فارغ ہو کر نکلا ہے، شدید استحصال کا شکار ہوا ہے۔

سب سے پہلے تو اس کا رشتہ ایک درجن سے زائد تعلیمی نظاموں (دینی/فقہی مدارس، حکومتی اسکول، مغربی تعلیمی اسکول، اے لیول، او لیول، پرائیویٹ اسکول، کیمبرج/آکسفورڈ) نے ایک دوسرے سے توڑ دیا اور اُن مختلف اسکولوں کے طلبا کے درمیان ایک اتنی بڑی خلیج حائل ہوگئی ہے کہ اب ان سب کا (جو ایک ملک اور قوم کے نونہال ہیں) کسی ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونا ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے (غازی، ۲۰۱۴)۔ طبقہ اشرافیہ (جو بہت قلیل تعداد میں ہے) کے بچوں کی تعلیم جب اس ملک میں مکمل ہوجاتی ہے تو وہ اپنے بچوں کو انگلستان اور امریکہ بھیج دیتے ہیں۔ وہاں سے وہ مغربی تہذیب کے اثرات سے مرعوب ہو کر جب ملک میں واپس آتے ہیں تو اس ملک پر حکومت کرتے ہیں۔

اسی پس منظر میں "نئے نظامِ تعلیم" کے نام سے چند سال قبل ایک تجربہ شروع کیا گیا۔ اس موقع پر بعض اہلِ علم نے پاکستانی تعلیمی نظام کی زبوں حالی پر تنقید اور تجزیہ بھی پیش کیا۔ ان میں ڈاکٹر محمد آفتاب خان کی کتاب بعنوان *پاکستان کے تعلیمی نظام کی زبوں حالی* خاص طور پر قابلِ ذکر ہے (خان، ۲۰۲۰)۔ یہ کتاب بنیادی طور پر ایک استاد اور ایک بزرگ کی حیثیت سے محسوس کیے

گئے جذبات اور مشاہدات پر مبنی تھی، جس میں قومی و ملی توقعات، مقاصد اور مختلف نظام ہائے تعلیم کے خاکہ جات پر تفصیلی بحث کی گئی۔

اس کتاب کی کاپیاں وفاقی حکومت کے متعدد تعلیمی اداروں کے سربراہان اور اعلیٰ حکام، بشمول سیکرٹری و وزیر تعلیم، وزیرِ اعظم اور صدرِ مملکت کو باضابطہ ارسال کی گئیں۔ اس دوران ملک میں سیاسی تغیر و تبدل رونما ہوا، تاہم نئے تعلیمی سال کے لیے تیار کی جانے والی نصابی کتب آج بھی تعلیمی اداروں میں پڑھائی جا رہی ہیں۔

نصابی کتب کے مطالعے سے بعض ساختی اور عملی مسائل سامنے آتے ہیں۔ مالی وسائل کی کمی کے باعث بعض والدین صرف ایک ایک جلد ہی تیار کرواتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک چھٹی جماعت کے طالب علم کے والدین نے اخراجات بچانے کے لیے اردو اور انگریزی دونوں مضامین کی کتب ایک ہی جلد میں چھپوا لیں۔ تاہم، کتاب کے حواشی نہایت تنگ تھے، جس کے نتیجے میں طلبہ کے لیے مطالعہ مشکل ہو گیا اور اساتذہ کو بھی دائیں جانب اردو اور بائیں جانب انگریزی متن پڑھنے میں بار بار دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ والدین کے لیے اس کا عملی نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں ایک ہی نصابی کتاب سال میں دو مرتبہ خریدنی پڑی۔

ماضی میں ملک کے معتبر پبلشرز کی شائع کردہ درسی کتب معیار اور دسترس دونوں کے اعتبار سے قابلِ قبول سمجھی جاتی تھیں۔ تاہم، "نئے نظامِ تعلیم" کے تحت شائع ہونے والی نصابی کتب اس قدر بلند لاگت کے ساتھ منظرِ عام پر آئی ہیں کہ موجودہ مہنگائی کے دور میں نہ صرف عام شہری بلکہ متوسط طبقہ اور بالائی متوسط طبقہ کے افراد کے لیے بھی ان کا برداشت کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اگر کسی گھرانے کے تین یا چار بچے مختلف جماعتوں میں زیرِ تعلیم ہوں تو اخراجات مزید بڑھ جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں والدین بعض اوقات ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے غیر اخلاقی یا غیر قانونی ذرائع اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

ابھی چند سال پہلے تک پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جانب سے پرائمری سے میٹرک تک کی درسی کتب بلیک اینڈ وائٹ طرز پر ایسے کاغذ پر شائع کی جاتی تھیں جو ایک تعلیمی سال تک آسانی سے استعمال کے قابل رہتا تھا۔

جیسا کہ ڈاکٹر محمد آفتاب خان نے اپنی ۲۰۲۰ کی کتاب *پاکستان کے تعلیمی نظام کی زبوں حالی* میں بھی نشاندہی کی تھی، سابقہ حکومتوں اور بیوروکریسی نے تعلیم کو ایک "کموڈیٹی" کے طور پر فروخت کرنے کی پالیسی اختیار کی (خان، ۲۰۲۰)۔ اس رجحان نے تعلیم کو بتدریج اس حد تک نجی شعبے کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا کہ پاکستان، جو کبھی اپنی معیاری اور کم لاگت تعلیم کی بنا پر

ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں غیر ملکی طلبہ کو ہر سال اپنی جانب راغب کرتا تھا، اس مقام سے محروم ہو گیا ہے۔

مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیہی علاقوں میں بچوں کے سرکاری اسکولوں میں داخلے کی شرح میں بتدریج کمی واقع ہوئی ہے۔ خصوصی طور پر، ادارۂ تعلیم و آگہی کی جانب سے جاری کردہ اینول اسٹیٹس آف ایجوکیشن رپورٹ (ASER) پاکستان کے مطابق، sدیہی علاقوں میں ۶ سے ۱۶ سال کے بچوں میں سرکاری اسکولوں میں پڑھنے والوں کی شرح سنہ ۲۰۲۱ء میں تقریباً ۸۱ فیصد تھی، جو بعد میں کم ہو کر ۷۷ فیصد رہ گئی۔ (ادارۂ تعلیم و آگہی، ۲۰۲۳ء)

تعلیم کی نجکاری اور اس کے اثرات

تعلیم کو تجارت بنانے کی اس پالیسی کے نتیجے میں پاکستان لاکھوں ایسے سفیروں سے محروم ہو گیا جو اپنے ممالک میں goodwill اور مثبت تاثر پھیلا سکتے تھے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ شاید ملک میں چند ہزار سے زیادہ ایسے افراد نہ مل سکیں۔ مہنگی تعلیم نے طلبہ کو مجبور کر دیا کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکہ، برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک کا رخ کریں۔

یہ پالیسی نہ صرف پاکستان کے تعلیمی وقار بلکہ معیشت کے لیے بھی نقصان دہ ثابت ہوئی، اور ملک سالانہ لاکھوں بلکہ کروڑوں ڈالر کی آمدنی سے محروم ہو گیا ہے۔

نتیجہ ۷۰ سال میں ایک ایسی نسل وجود میں آگئی ہے جو ایک درجن سے زائد نظام ہائے تعلیم میں بٹی ہوئی ہے اور فکری و نظریاتی طور پر انتشار کا شکار ہے۔

ے وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں (اقبال، ۱۹۲۴)

ے لیکن نگاہِ نکتہ بیں دیکھے زبوں بختی مری
رفتم کہ خارِ از پاکشم مہمل نہاں شد از نظر
یک لخطہ غافل گشتم و صد سالہ راہم ذور ش

اکیسویں صدی میں تعلیمی نظام کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا دنیا بھر کے ممالک کے لیے ایک اہم چیلنج ہے، خاص طور پر ترقی پذیر ممالک جیسے پاکستان میں، جہاں وسائل کی کمی، فرسودہ نصاب، اور غیر مؤثر امتحانی ڈھانچے جیسے مسائل اس عمل کو مزید پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔ موجودہ اسکول نظام تیزی سے بدلتی ہوئی ڈیجیٹل دنیا کے ساتھ قدم ملا کر چلنے میں مشکلات کا سامنا کر رہا ہے۔

سنگل نیشنل کریکولم: امکانات اور چیلنجز

ان حالات میں حکومتِ پاکستان نے سنگل نیشنل کریکولم (Single National Curriculum) متعارف کرایا، جس کا مقصد ملک بھر میں تعلیم کے معیار کو یکساں بنانا ہے۔ تاہم، اس کے نفاذ کے نتائج متوازن نہیں رہے۔ وفاقی تعلیمی بورڈ کے مطابق، نیا قومی نصاب ۲۰۲۴ء میں جماعت نہم اور گیارہویں کے لیے نافذ کیا جا چکا ہے، جبکہ دہم اور بارہویں کے لیے ۲۰۲۵ء میں نفاذ متوقع ہے (روزنامہ نیشن، ۲۰۲۴ء)۔

تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنجاب کے شہری اسکولوں میں نصاب کے نفاذ کی اوسط کارکردگی نسبتاً بہتر ہے (۴.۱) جب کہ دیہی اسکولوں میں یہ شرح کم (۳.۵) پائی گئی (دی فرائیڈے ٹائمز، ۲۰۲۵ء)۔

اس فرق سے ظاہر ہوتا ہے کہ وسائل، تربیت، اور انتظامی صلاحیتیں شہری و دیہی علاقوں میں یکساں نہیں۔ دوسری جانب، بلوچستان جیسے صوبوں میں لسانی و ثقافتی تنوع اور تعلیمی ڈھانچے کی کمزوری کے باعث اس نصاب کا یکساں اطلاق اب بھی ایک بڑا مسئلہ ہے (پاکستان ٹوڈے، ۲۰۲۴ء)۔

اگرچہ سنگل نیشنل کریکولم میں اکیسویں صدی کی مہارتوں کو شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن مؤثر عمل درآمد کے لیے تدریسی تربیت، نصابی مواد کی بہتری، اور جانچ کے نظام میں اصلاحات ناگزیر ہیں (پاکستان جرنل آف ایجوکیشنل ریسرچ، ۲۰۲۴ء)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصاب کی یکسانیت کا تصور مثبت ضرور ہے، مگر اس کی کامیابی کا انحصار مضبوط ادارہ جاتی ربط، پیشہ ورانہ منصوبہ بندی، اور صوبائی ہم آہنگی پر ہے۔

پاکستان کا تعلیمی نظام اس وقت ایک اہم موڑ پر کھڑا ہے۔ ایک طرف سنگل نیشنل کریکولم (SNC) سے یہ امید کی جا رہی ہے کہ یہ نصاب پورے ملک میں تعلیمی معیار کو یکساں کرے گا اور

ہر بچے کو بہتر مواقع فراہم کرے گا۔ لیکن دوسری طرف اس کے نفاذ میں کئی عملی مسائل سامنے آ رہے ہیں، جیسے کہ نصاب کی تیاری میں کمزوریاں، اساتذہ کی تربیت کی کمی، اور تعلیمی اداروں کے درمیان ہم آہنگی کا فقدان۔

نتیجہ و سفارشات

سنگل نیشنل کریکولم کا مقصد صرف ایک جیسی کتابیں بنانا نہیں بلکہ ایسا تعلیمی ماحول پیدا کرنا ہے جہاں سیکھنے کے مواقع سب کے لیے برابر ہوں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ حکومت، تعلیمی ماہرین، اور ادارے ایک ساتھ مل کر منصوبہ بندی کریں، تربیتی نظام بہتر بنائیں، اور عملدرآمد کے مراحل کی مؤثر نگرانی کریں۔

اگر یہ اقدامات سنجیدگی سے کیے جائیں تو پاکستان کا تعلیمی نظام نہ صرف زیادہ مضبوط ہو سکتا ہے بلکہ معاشرتی ترقی اور قومی یکجہتی میں بھی حقیقی کردار ادا کر سکتا ہے۔ تعلیم کو محض ایک پالیسی نہیں بلکہ قومی ترقی کی بنیاد کے طور پر دیکھنا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

ادارۂ تعلیم و آگہی۔ ۲۰۲۳۔ اینول اسٹیٹس آف ایجوکیشن رپورٹ (ایسر) پاکستان ۲۰۲۳ء: نیشنل رورل فائنڈنگز۔ لاہور: ادارۂ تعلیم و آگہی۔

https://aserpakistan.org/document/aser/2023/presentations/ASER-2023-KP-Presentation.pdf

پیرزادہ، سید شریف الدین۔ (۱۹۶۶)۔ *Correspondence 'Quaid-i-Azam Jinnah* (جلد ۴، صفحہ ۲۴۹)۔ کراچی: گلڈ پبلشنگ ہاؤس۔

اقبال، محمد۔ (۱۹۳۶)۔ *ضربِ کلیم*۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز۔

غازی، محمود احمد۔ (۲۰۱۴)۔ *محاضراتِ تعلیم*۔ لاہور: اریب پبلیکیشنز۔

غازی، محمود احمد۔ (۱۹۹۹)۔ پانچویں محمد رفیع الدین میموریل لیکچر۔ [لیکچر]۔ محمد رفیع الدین میموریل کانفرنس، پاکستان۔

اقبال، محمد۔ (۱۹۲۴)۔ *وطنیت*۔ بانگِ درا۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز۔

اقبال، محمد۔ (۱۹۲۴)۔ *مسلمان اور تعلیمِ* جدید۔ بانگِ درا۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز۔

رحمان، طاہر۔ (۲۰۰۴)۔ *اجنبی دنیاؤں کے باشندے: پاکستان میں تعلیم، عدم مساوات اور پولرائزیشن کا مطالعہ*۔ کراچی: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

ہوڈبھائی، پروفیسر۔ (۱۹۹۸)۔ *تعلیم اور ریاست: پاکستان کے پچاس برس*۔ کراچی: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

UNESCO۔ (۲۰۱۷)۔ *Privatization of Education in Pakistan*۔ پالیسی پیپر۔ ماخوذ از: https://unesdoc.unesco.org

مقصود، سید۔ (۲۰۱۹)۔ *پاکستان میں نصاب سازی کے مسائل اور چیلنجز*۔ اسلام آباد: ادارہ تعلیم و تحقیق۔

خان، محمد آفتاب۔ (۲۰۲۰)۔ *پاکستان کے تعلیمی نظام کی زبوں حالی*۔ لاہور: تنظیم اساتذہ پاکستان و پاکستان ایگری کلچرل سائنٹسٹ فورم۔

روزنامہ نیشن۔ (۲۰۲۴ء، ۲۰ مارچ)۔ *وفاقی بورڈ نے قومی نصاب کے نفاذ کا اعلان کیا*۔ لاہور: روزنامہ نیشن۔
https://www.nation.com.pk/20-Mar-2024/federal-board-announces-implementation-of-national-curriculum-from-academic-year-2024

دی فرائیڈے ٹائمز۔ ()۲۰۲۵ء، ۰۱ جولائی۔ *سنگل نیشنل کریکولم: وعدے اور مشکلات*۔ لاہور: دی فرائیڈے ٹائمز۔
https://www.thefridaytimes.com/01-Jul-2025/one-nation-many-hurdles-the-promise-and-perils-of-pakistan-s-single-national-curriculum

پاکستان ٹوڈے۔()۲۰۲۴ء، ۰۳ اپریل۔ *سنگل نیشنل کریکولم اور بلوچستان کے مسائل*۔ اسلام آباد: پاکستان ٹوڈے۔
https://www.pakistantoday.com.pk/2024/04/03/single-national-curriculum-and-balochistan

پاکستان جرنل آف ایجوکیشنل ریسرچ۔ ۲۰۲۴ء۔ *پاکستان میں سنگل نیشنل کریکولم کے نفاذ کے اثرات*۔ پشاور: یونیورسٹی آف ایجوکیشن۔
https://pjer.org/index.php/pjer/article/view/831